مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی اٹک

مولانا الطاف الرحمان بنوی

نقطہ نظر

اسلامی انقلاب کا لائحہ عمل اور طریق کار

بحث و تحقیق اور فکر و عمل کے نئے گوشے

گزشتہ شمارہ ۱۰ میں سابق سینیٹر مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کی تحریر در اسلامی جمہوریت کے فروغ کے لیے علماء کی مستحسن مساعی" کے عنوان سے شائع ہوئی موضوع کی ضرورت، اہمیت اور قارئین کی دلچسپی کے پیش نظر اس سلسلہ میں اکابر علماء، مشائخ اور قارئین کی آراء، مضامین اور خطوط موصول ہو رہے ہیں سرِ دست ہم محقق مصنف بقیۃ السلف حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ اٹک اور مولانا الطاف الرحمٰن بنوی مصنف ردسی الحاد کی تحریریں نذر قارئین کر رہے ہیں موضوع سے متعلق معیاری تحریروں اور اخلاقی اور علمی حدود کے اندر نقد و تبصرہ اور تائید و اختلاف کرنے والے اہل علم کے مضامین بھی اسی اہتمام سے الحق میں شائع کیے جائیں گے جس اہتمام سے یہ سلسلہ بحث و تحقیق چل پڑا ہے ۔ شیخ التفسیر حضرت العلامہ مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی مدظلہ العالی کی مفصل و تبیع تحریر بھی موصول ہوئی ہے مگر اصل مسودہ میں بعض صفحات کے رہ جانے کی وجہ سے مضمون ناقص ہو گیا ہے رابطہ کر لیا گیا ہے مکمل مضمون موصول ہونے پر آئندہ اشاعت میں الحق کے صفحات کی زینت بنے گا۔

(ادارہ)

اسلامی انقلاب کیلئے ایک مرکز کی ضرورت ہے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ اٹک

محترم المقام جناب قاضی عبداللطیف صاحب زید مجدکم۔

سلام مسنون مع الاحترام مشفوق ۔ مضمون گرامی (جو ماہنامہ الحق کے جولائی کے شمارہ میں چھپ

چکاہے) کا مطالعہ کیا ۔ یہ گناہ گار نہ تین میں نہ تیرہ میں ایسے اہم مسئلہ پر کیا رائے دے سکتا ہے ۔ جلیل القدر علمائے کرام اپنی دینی بصیرت سے جو راہ عمل امت کے لیے مخلصانہ طور پر متعین فرمائیں ہم گناہ گاروں کو اس پر چلنا ہی بہتر ہے ۔ البتہ اپنی زندگی میں کئی زیروبم دیکھ کر جو کچھ ذہن قاصر میں آتا ہے ، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۔

امت کے آخری دور کے لیے وہی نظام حیات کامیاب ہو سکتا ہے جس پر چل کر ضلال مبین میں لگے ہوئے رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کے امتیازی شان سے سرفراز ہوئے ، مگر اس کے لیے ایک مرکز کی ضرورت ہے ، جو تقریباً پانچ سو سال سے متعین نہ ہو سکا اور نہ ہی آج ہم کو اس کی فکر ہے کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیت کا مرکز روما تو دو ہزار سال سے قائم ہے اور آج بھی یورپ دینی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی عیسائی دنیا پر پورا حکمران ہے ۔ ابھی حال میں ایران نے وہ مرکزیت حاصل کرلی ہے کہ اس کے اشارہ پر ساری دنیا کے جعفری حرکت میں آجاتے ہیں ۔

قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے یہاں سے بعافیت نکال کر آج کی دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے ۔ مگر ہمارا کیا حال ہے ۔ ہم کنتم خیر امۃ کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں ۔ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے ۔ اس کے بعد انفرادی کاموں کے بجائے ایک عالمی امیر ہو ، جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ... صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے ، اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں ... اشد ضرورت ہے ۔

تیسری چیز جس کے بغیر کامیابی نہیں اور ... تک ناکامی ہے ، دین کو کسی سیاسی مقصد کے لیے پلیٹ فارم نہ بنایا جائے ، جیسا کہ آج تک ہو رہا ہے ۔ مسلمانوں کی ہر جماعت نے اسلام اسلام کا نعرہ لگایا مگر انجام کار ایک ایسی کرسی حاصل کرلی جس کا حال سب پر ظاہر ہے ۔

جناب کے مضمون میں جن کامیابیوں کا ذکر ہے یہ کاغذی سطح تک تو درست ہیں مگر ہم گناہ گاروں کی نظروں میں عملی طور پر کوئی بات نظر نہیں آتی ۔ یہ چند سطور حسب ارشاد رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم المستشار مؤتمن عرض کر دی گئی ہیں اپنی طویل علالت وجع القلب اور کم علمی ، کم عقلی بدعملی کی وجہ سے مزید عرض کرنے سے قاصر ہوں ، یاد فرمائی کا دوبارہ شکریہ ۔

(قاضی) محمد زاہد الحسینی نزیل ایبٹ آباد ۔

مسلمانوں کے پاس الحمد للہ مرکز عالم موجود ہے لہٰذا مسلمانوں کی مرکزیت اور بین الاقوامی تبلیغ گاہ بھی

مرکز عالم میں ہونی چاہیئے ۔ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے امت کو جس طرف توجہ دلائی ہے واقعتہً ایک اہم اور سب سے اقدم مسئلہ ہے آج سے کوئی پچاس ساٹھ سال قبل اکابر علماء دیوبند نے بھی حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی سربراہی میں ایک وفد تشکیل دیا تھا اس وقت ملک عبدالعزیز ابن سعود مرحوم زندہ تھے تو انہیں اس طرف توجہ دلائی گئی تھی جسے تجویز کی حد تک بہت پذیرائی حاصل ہوئی اگر اب بھی ارباب علم و دانش اور موثر دینی قوتیں مسئلہ کی اہمیت کو سمجھیں اور سعودی حکومت کو توجہ دلائیں تو کیا عجیب کہ پھر سے اپنی کھوئی ہوئی منزل دوبارہ حاصل کرسکیں ۔　　　　(ادارہ)

اسلامی انقلاب کیلئے "الجماعت" کے قیام کی ضرورت

مولانا الطاف الرحمان بنوی مصنف روسی الحاد

یہ بات طے ہے کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب ان جماعتوں سے نہیں بلکہ "الجماعت" کے ہاتھوں آئے گا۔ جو منطقی امکان کے طور پر تو انہیں جماعتوں کے باہمی ادغام وانضمام سے بھی وجود میں آسکتا ہے۔ لیکن یہ امکان اب تک کے عملی تجربات سے میل کھاتا دکھائی نہیں دیتا ۔ سو اس کی واحد دوسری صورت یہی متعین ہے کہ ان ناموں کے چکر سے آزاد ہوکر وسیع اور مرتب ہوم ورک کی بنیاد پر قائم ایک ایسی بے نام سی نئی جدوجہد کا آغاز کیا جاوے جس میں مادی اور سیاسی نفع و نقصان کے پیمانوں سے زیادہ دینی اور اخلاقی زشتی و زیبائی کے نقطہ نظر سے قومی حالات کے تجزیے پیش کیے جائیں ۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اس محنت میں اثر پیدا کیے بغیر نہ رہے گا ۔ اس صورت میں دینی درد رکھنے والے وہ بے شمار لوگ بھی شریک کار ہوکر اپنا کردار ادا کرسکیں گے جو جماعت بندیوں کو محض سیاسی کھیل سمجھ کر کوئی وقعت دینے پر آمادہ نہیں ہوتے اور دینی جماعتوں کے وہ نیک نہاد، صالح افراد بھی عملی تعاون سے دریغ نہیں کریں گے ۔ جو اپنی اپنی جماعتوں کو محض سیاسی فیشن کے طور پر نہیں بلکہ دینی خدمت کے جذبے سے سپورٹ کر رہے ہیں ۔ اس دینی جدوجہد کا کوئی معین نام نہ رکھا جائے اور نہ ہی کوئی ایسا مخصوص انتظامی ڈھانچہ کھڑا کیا جائے جس سے آئے روز سر اٹھانے والے وہ منصبی جھگڑے پیدا ہوں جو صفائے نیت کے ساتھ ساتھ عملی گرم جوشی کو بھی متاثر کرے ۔ اس جدوجہد میں عملی حصہ لینے والے خالص خدمت ملی کے جذبے سے مل بیٹھ کر کام کے نقشے بنائیں اور پھر اس پر ایمان واحتساب کی قوتوں سے لیس ہوکر بڑی ثابت قدمی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں ۔

دعوتی گفتگوؤں میں قرآن و حدیث کا آہنگ اپنانے کا اہتمام کیا جائے چنانچہ ضروری سے ضروری تنقید کو بھی انتہائی وقار اور شائستگی کے ساتھ "کلیات" کا جامہ پہنا کر پیش کیا جائے۔ سیاست میں دین و اخلاق کی رعایت و پاسداری کی اہمیت و ضرورت کو خوب اجاگر کرنے کی محنت کی جائے اور ایسی سیاست کے بہت بڑی عبادت ہونے کا احساس زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی سعی کی جائے۔ اس جدوجہد میں شریک لوگ انتخاب میں بھرپور تیاری کے ساتھ حصہ لیں اور بالخصوص قومی اسمبلی میں زیادہ سے زیادہ نمائندگی حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ آئین و قانون کی "اسلامیت" میں اپنے حصے کی فعالیت کے ساتھ ساتھ قومی سطح پر حاصل اس تعارف سے اپنی جدوجہد کی توسیع میں خاطر خواہ مدد لی جا سکے اس جدوجہد کے علمبردار سیکولر حکومتوں کے بناؤ و بگاڑ اور اس سلسلے میں روا رکھی جانے والی تمام معرکہ آرائیوں سے سختی کے ساتھ مجتنب رہیں۔ سیکولر حکومتوں کی وزیری مشیری یا کوئی اور عہدہ قطعاً قبول نہ کریں۔ حالات کچھ بھی ہوں اپنی تمام تر فکری اور جسمانی توانائیوں کو مکمل اسلامی انقلاب کے مقصد عظیم پر مرتکز رکھیں۔ سیکولر افراد و جماعات کے ساتھ ہر قسم کے سیاسی تعلق سے باز رہیں۔ اپنی بہترین صلاحیتوں کو اسلام پسند قوتوں کو یکجا اور مجتمع کرنے کے لیے وقف کریں۔ عوامی رابطے کو دوسری تمام سیاسی مصروفیتوں پر ترجیح دیں۔ اپنے زیادہ سے زیادہ اوقات کو ان کے بیچ میں گزارنے کے پروگرام مرتب کریں۔ اس جدوجہد سے وابستہ قومی اور صوبائی نمائندگی کے حامل افراد ترقیاتی فنڈوں کو عام طور پر ان تعمیراتی کمیٹیوں کے واسطے سے صرف کریں جس میں ممکنہ حد تک حلقہ کے تمام چھوٹے چھوٹے یونٹوں کو نمائندگی دی گئی ہو۔ ان فنڈوں سے متعلقہ ضوابط میں گنجائش ہو تو ان کو تعمیر ملت اور قومی یکجہتی کے عظیم کام میں استعمال کرنے کی راہیں بھی نکالی جا سکتی ہیں۔ جس سے مکمل اسلامی انقلاب کے کاز کو غیر معمولی فائدہ پہنچے گا تاہم اس کے لیے اہل حلقہ میں ایثار و مروت کا وہ جذبہ پیدا کرنا ہوگا جس کی بدولت ان میں اس کام کے لیے رضامندی بلکہ دلچسپی کے آثار پیدا ہوں۔ اس طویل، مسلسل اور صبر آزما جدوجہد کے مختلف دعوتی اور انتخابی مراحل کے دوران لوگوں کے دلوں میں اسلامی انقلاب کی خواہش پیدا کرنے اور اسے قوی سے قوی تر بنانے کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جاتی رہے اور اگر حالات سازگاری کی تو وقتاً فوقتاً حکومت کے غیر اسلامی کاموں کے خلاف ایسے عوامی مظاہروں کا اہتمام اور سرپرستی کی جائے جن سے مکمل اسلامی انقلاب کے داعیات میں زندگی کی گرمی اور حرارت پیدا ہو تاہم ایسے موقعوں پر حکومت اور ریاست کے فرق و تفاوت کو زیادہ سے زیادہ واضح اور نمایاں کیا جائے گا تاکہ غم و غصے کا اظہار قومی اور نجی املاک و مفادات کو پامال نہ کرنے پائے۔ بہت ممکن ہے ہماری تحریر کی ایسی باتیں بعض لوگوں کو محض "تصوریت" معلوم و محسوس ہوں لیکن اگر ملک کے سنجیدہ و دیندار لوگوں میں اپنی قومی اور ملی ذمہ داریوں کا تھوڑا بھی احساس پیدا ہو تو یہ "نری تصوریت" "ٹھیٹھ عملیت" میں بدلتے زیادہ دیر نہیں لگتے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر عمل کے آغاز و انجام کو ہمارے لیے مفید اور اپنی رضامندی کا سبب بنائے۔

از نالہ بر گلستان آشوب محشر آور تا دم بہ سینہ پیچد گلزار ہائے ہو را